اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللہ اکبر

خطبہ نمبر ۲۵

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY ALFAZL, QADIAN.

ٹیلیفون نمبر ۹۱

شرح چندہ پیشگی — سالانہ، ششماہی، سہ ماہی، بیرونِ ہند سالانہ

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

جلد ۲۶ | ۸ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ | یوم جمعہ | مطابق ۵ اگست ۱۹۳۸ء | نمبر ۱۷۸

مدینۃ المسیح

قادیان ۳ اگست۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق آج ۸½ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو آج بھی خفیف حرارت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت علیل ہے احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا کرتے رہیں۔

سیدہ ام طاہر احمد حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو دردِ شکم اور بخار کے باعث تکلیف ہے۔ نیز صاحبزادی امۃ الجمیل بنت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو بخار اور اسہال کی شکایت ہے۔ دعائے صحت کیجائے۔

آج بعد نماز عصر طلباء و کارکنانِ تحریک جدید نے بورڈنگ تحریک جدید میں صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز بی اے مجاہد جاپان۔ اور چودھری حاجی احمد خان صاحب ایاز مجاہد ہنگری و پولینڈ کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی۔ جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی ازراہ نوازش شمولیت فرمائی۔ بہت سے احمدی اصحاب کے علاوہ قادیان کے معزز ہندو، سکھ اور غیر احمدی اصحاب بھی مدعو تھے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد ایک تعلیم یافتہ ہندو شاد صاحب نے ایک فارسی کی منتخب کردہ نظم اور اپنے اُردو کے بہت موزون اشعار سنائے۔ پھر مولوی عبدالرحمٰن صاحب انچارج تحریک جدید نے ایڈریس پڑھا جس کے جواب میں صوفی صاحب اور چودھری صاحب نے شکریہ ادا کرتے ہوئے مختصر تقریریں کیں۔ بعدہٗ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے تقریر فرمائی جو مفصل پھر شائع کی جائے گی۔ انشاء اللہ۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

منافقین کی نکتہ چینیاں الٰہی سلسلہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں

"ہر ایک شخص جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے بہت سے کوتہ اندیش ناخدا ترس اسکی ذاتیات میں دخل دیکر طرح طرح کی نکتہ چینیاں کیا کرتے ہیں۔ کبھی اس کو کاذب ٹھہراتے ہیں۔ کبھی اس کو عہد شکن قرار دیتے ہیں۔ اور کبھی اسکو لوگوں کے حقوق تلف کرنے والا۔ اور مال خور اور بددیانت اور خائن قرار دیدیتے ہیں۔ کبھی اس کا نام شہوت پرست رکھتے ہیں۔ اور کبھی اس کو عیاش اور خوش پوش اور خوش خور سے موسوم کرتے ہیں۔ اور کبھی جاہل کر کے پکارتے ہیں۔ اور کبھی اس کو ان صفت سے شہرت دیتے ہیں۔ کہ وہ ایک خود پرست متکبر۔ بدخلق ہے۔ لوگوں کو گالیاں دینے والا اور اپنے مخالفین کو سب و شتم کرنے والا۔ بخیل۔ زر پرست۔ کذاب۔ دجال۔ بے ایمان۔ خونی ہے۔ یہ سب خطاب ان کو بد باطنوں کی طرف سے خدا کے نبیوں اور ماموروں کو ملتے ہیں۔ جو سیاہ باطن اور دل کے اندھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت بھی یہی اعتراض اکثر خبیث فطرت لوگوں کے ہیں۔ کہ اس نے اپنی قوم کے لوگوں کو رغبت دی کہ تا وہ مصریوں کے سونے چاندی کے برتن اور زیور اور قیمتی کپڑے عاریتاً مانگیں۔ اور محض دروغگوئی کی راہ سے کہا کہ ہم عبادت کے لئے جاتے ہیں۔ چند روز تک یہ تمہاری چیزیں واپس لا کر دیدینگے۔ اور دل میں دغا تھا۔ آخر عہد شکنی کی اور جھوٹ بولا اور بیگانہ مال اپنے قبضہ میں لا کر کنعان کی طرف بھاگ گئے۔ اور درحقیقت یہ تمام اعتراضات ایسے ہیں کہ اگر معقولی طور پر ان کا جواب دیا جائے۔ تو بہت سے احمق اور پست فطرت ان جوابات سے تسلی نہیں پا سکتے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی عادت ایسے نکتہ چینیوں کے جواب میں یہی ہے۔ کہ جو لوگ اس کی طرف سے آتے ہیں۔ ایک عجیب طور پر ان کی تائید کرتا ہے اور متواتر آسمانی نشان دکھلاتا ہے۔ یہاں تک کہ دانشمند لوگوں کو اپنی غلطی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ اور وہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ اگر

میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں

میری آواز خدا تعالےٰ کی آواز ہے

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

"اس وقت۔ ہماری جماعت کے لئے تو خلافت کا ہی سوال نہیں دو اور سوال بھی ہیں۔ ایک قرب زمانہ نبوت کا سوال ہے۔ اور دوسرا موعود خلافت کا سوال۔ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں۔ جو ہر خلیفہ کے ماننے والوں کو نہیں مل سکتیں۔ آج سے دو سو سال بعد بیعت کرنے والوں کو یہ باتیں حاصل نہیں ہوسکیں گی۔ اس زمانہ کے عوام تو الگ رہے خلفاء بھی اس بات کے محتاج ہوں گے۔ کہ ہمارے قول ہمارے عمل اور ہمارے ارشاد سے ہدائت حاصل کریں۔ ہماری بات تو الگ رہی وہ اس بات کے بھی محتاج ہوں گے۔ کہ آپ لوگوں کے قول۔ آپ لوگوں کے عمل اور آپ لوگوں کے ارشاد سے ہدائت حاصل کرسکیں۔ وہ خلفاء ہوں گے۔ مگر کہیں گے کہ زید نے فلاں خلافت کے زمانہ میں یوں کہا تھا۔ ہمیں بھی اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ پس یہ صرف خلافت اور نظام کا ہی سوال نہیں۔ بلکہ ایسی خلافت کا سوال ہے۔ جو موعود خلافت ہے۔ وحی اور الہام سے قائم ہونے والی خلافت کا سوال ہے۔ ایک خلافت تو یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالےٰ لوگوں سے خلیفہ منتخب کراتا ہے۔ اور پھر اسے قبول کرلیتا ہے۔ مگر یہ ویسی خلافت نہیں۔ یعنی میں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے دوسرے دن جماعت کے لوگوں نے جمع ہوکر میری خلافت پر اتفاق کیا۔ بلکہ اس لئے خلیفہ ہوں کہ حضرت خلیفہ اول کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ کے الہام سے فرمایا تھا۔ کہ میں خلیفہ ہوں۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں۔ مگر میری آواز خدا تعالےٰ کی آواز ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے۔ اور یہ موقع ایسا نہیں کہ جماعت احمدیہ اسے رائیگاں جانے دے۔ اور پھر خدا تعالےٰ کے حضور سرخرو ہو جائے۔ جس طرح یہ بات درست ہے۔ کہ نبی روز روز نہیں آتے۔ اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفے بھی روز روز نہیں آتے۔"

جن احباب کرام نے موعود خلیفہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مالی قربانی میں حصہ لیا ہے۔ انکو یاد رہے کہ اب اس مالی قربانی میں کمزوری اور سستی دکھانے کا وقت نہیں بلکہ وعدوں کو مکمل طور پر پورا کرنے کے لئے پوری توجہ سے کام کرنے کا وقت ہے۔ پس احباب اخلاص اور محبت سے اپنے وعدوں کو اس ماہ میں پورا کرنے کی طرف توجہ فرمائیں۔ فنانشل سکرٹری تحریک جدید

احمدی جماعتوں کے جلسہ ہائے تحریک جدید

۳۱ جولائی کو حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت جن احمدی جماعتوں نے جلسے منعقد کئے۔ ان میں سے حسب ذیل مقامات کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ محمود آباد فارم سندھ۔ راولپنڈی۔ لاہور۔ فیروزپور۔ لدھیانہ۔ بمبڑ یال۔ منڈی مرید کے۔ گونڈی جھنگلاں۔ سرگودہا۔ نصرت آباد سندھ

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۲ اگست ۱۹۳۸ء تک بیرون ہند کے بیعت کرنیوالوں کے نام

بیرون ہند کے مندرجہ ذیل احباب بذریعہ خطوط حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخل احمدیت ہوئے:۔

No.	Name
630	Mohd Idrees Sb medan Sumatra.
631	Ahmad - Marfoeki Sb "
632	Abu Baker " "
633	Saoedin " "
634	Raiman " "
635	Imang " "
636	Hamdjas " "
637	Hadji Soada "
638	Hoesen "
639	Saleha Sahibah "
640	Soehafa " "
641	Lim Kina San Sumatra.
642	Khairoeddin "
643	Ashiru Sahib Lagos Africa
644	Abdul Kadir "
645	J. A. Gregouf London.
646	R. Soedita Sahib
650	Java سے ابل ویبال چارکس
651	Tiabrar Izza Mizhash Chicago America.
652	Ernstine Jackson "
653	Fred Beaden "
654	Jaluis Deming "
655	Mrs. M. Fong Canton
656	James Beverly Mraues Chicago
657	Earur Perry Chicago America
658	Walter Grass "
659	Mrs. Yertrude Beatrice "
660	ایک صاحب Garoet Java.
661	Rehani bin Simba Tabora.
662	Saidi Bin Kasindi Tabora Africa.
663	Seif bin Katera "
664	Ali " Kitinde "
665	Farfala bin Zanga Tabora Africa
666	Azuru bin Simba Tabora Africa
667	Mohamadi bin Sejala Tabora.
668	Ismail bin Melele "
669	Saadi " Usmani "
670	Abedi " Moto
671	Raja " Friji "
672	Almas " Myonga "
673	Fundi Chapo bin Farai Tabora
674	Habar Mhaly. Budapest
675	Ahmad Tagani Lagoos.
676	Abdul Hamid Lagoos
677	Yaqoob Sahib Lagoos
678	Rukayat Ufokaujuola D/o Lawal Lagoos
679	Abadat Said D/o Said Lagoos.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۸ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ

خطبہ جمعہ

کوئی شخص انتظامی امور کے متعلق کسی سے سفارش نہ کرے

الٰہی جماعتوں میں منافقین کا پیدا ہونا سُنّت اللہ ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۹ - جولائی ۱۹۳۸ء

سُورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
گزشتہ ایام میں یہاں

ایک واقعہ

ہُوا ہے۔ جسے مدنظر رکھتے ہُوئے میں سمجھتا ہُوں۔ کہ پھر مجھے منافقین کے متعلق جماعت کو اچھی طرح واقفیت بہم پہونچا دینی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ قرآن کریم جیسی کتاب بھی بعض لوگوں کے لئے ہدایت کا مگر بعض کے لئے گمراہی کا موجب بھی ہوجاتی ہے اس لئے مجھے اس سے غرض نہیں۔ کہ جماعت اس سے فائدہ اُٹھاتی ہے یانہیں۔ میرے لئے یہی کافی ہے کہ میں ایک بات کھول کر پہونچا دُوں۔ آگے احباب جماعت اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یا نہیں۔ میرے لئے یہ سوال کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ہر ایک کا معاملہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہے جو لوگ میری بات کو سُنیں گے۔ اور اس پر عمل کریں گے۔ اللہ تعالےٰ ان کے ساتھ اور ان کی اولادوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا۔ لیکن جو رد کر دیں گے۔ ان کے اور ان کی اولادوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا معاملہ بھی ویسا ہی ہوگا

ہر شخص کا انجام

اس کی ذات سے وابستہ ہے۔ مجھے اس سے واسطہ نہیں۔ کہ لوگ کن کانوں سے سنتے ہیں۔ میرا فرض صرف یہ ہے۔ کہ جماعت کو آگاہ کر دُوں۔ اور مخلصین کے طبقہ تک اسے پہونچا دُوں پچھلے چند روز ہُوئے۔

ناظر صاحب امُور عامہ

میرے پاس آئے۔ اور اپنی ڈائری میں نوٹ کردہ واقعہ مجھے سُنایا۔ کہ یہاں کے ایک دوکاندار چودھری حاکم دین صاحب اور ایک اور دوکاندار کے نمائندے محمد سعید صاحب ان کے پاس آئے اور اجازت طلب کی۔ کہ ہم نے مصری صاحب کے ساتھ حساب کرنا ہے۔ ان سے ملنے کی اجازت دی جائے۔ اور چونکہ ہم نے یہ قانون مقرر کیا ہُوا ہے۔ کہ ایسی صورت میں تین آدمیوں کو اکٹھا ملنے کی اجازت دی جایا کرے۔ کیونکہ حساب کتاب کا معاملہ آیا ہے۔ کہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس غرض سے اجازت حاصل کرنے والا بہانہ کرتا ہے۔ یا واقعی اس نے کچھ لینا ہے۔ ناظر صاحب امور عامہ نے بتایا۔ کہ میں نے ان سے کہا کہ آپ مرزا مہتاب بیگ صاحب کو ساتھ لے جائیں دو آپ ہیں۔ تیسرے وُہ ہو جائیں گے اور تینوں اکٹھے جا کر مل آئیں۔ لیکن انہوں نے واپس آکر کہا۔ کہ ہم مل تو آئے ہیں۔ مگر ایک غلطی ہو گئی۔ مرزا مہتاب بیگ صاحب ملے نہیں تھے۔ اس لئے ہم ان کے بغیر ہی چلے گئے تھے۔ ان کا یہ ایسا

نامعقول عُذر

تھا۔ کہ کوئی معقول آدمی اسے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ جس حساب پر پہلے سوا سال گزر چکا ہے۔ یہ حساب ان کے اخراج کے بعد کا تو ہو نہیں سکتا۔ اس لئے لازماً یہ سوا سال سے پہلے کا ماننا پڑے گا۔ اس پر اگر چند گھنٹے اور انتظار کرنا پڑتا تھے کہ وُہ تیسرا آدمی مل جاتا۔ اور وُہ اسے ساتھ لے جا سکتے۔ تو اس میں کیا حرج تھا۔ کیا اسی دن کوئی خاص مہورت تھا۔ اور کسی جوتشی نے ان سے کہا تھا۔ کہ اگر تم چند گھنٹوں کے اندر اندر نہ پہونچے۔ تو تمہارا روپیہ مارا جائے گا۔ یا

گورنمنٹ کا کوئی حکم

تھا۔ کہ اس وقت تک کے بعد تمہارا روپیہ ضبط ہو جائے گا۔ یا کیا قرآن کریم کا کوئی ایسا حکم ہے۔ کہ اگر اتنے عرصہ کے اندر اندر قرضہ نہ مانگا جائے۔ تو وُہ تلف ہو جاتا ہے۔ آخر کیا وجہ تھی؟ کہ وُہ دو تین گھنٹے یا اگر تیسرا آدمی اس روز نہیں مل سکتا تھا۔ تو دُوسرے روز جا کر نہیں مل سکتے تھے۔ اور ان کے لئے فوراً ہی وہاں پہونچنا ضروری تھا۔

یا انہیں اس بات سے کس نے منع کیا تھا۔ کہ اگر مرزا مہتاب بیگ صاحب نہیں مل سکے تھے۔ تو دوبارہ ناظر امور عامہ کے پاس آکر انہیں کہتے کہ کوئی اور آدمی مقرر کر دیا جائے۔ خیر تو ناظر صاحب نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد مجھے بتایا۔ کہ انہوں نے کل پھر جانا ہے اور میں نے ان کو تاکیداً کہہ دیا ہے کہ کل ضرور مرزا صاحب کو ساتھ لیکر جائیں یہ سنتے ہی میرے مونہہ سے فوراً نکلا۔ کہ وہ

کل بھی نہیں لے جائینگے

اور اگلے دن وہ پھر میرے پاس آئے۔ اور شرمندگی کے ساتھ کہا کہ وہ آج پھر کسی کو ساتھ نہیں لے گئے۔ گو ضروری نہیں۔ کہ ایسے قیاسات جوان حالات میں کئے جا سکتے ہیں۔ صحیح ہوں بعض اوقات اور وجوہ بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر جب پہلے روز میں نے سنتے ہی کہہ دیا تھا۔ کہ وہ کل بھی کسی کو ساتھ نہیں لے جائیں گے تو قدرتاً دوسرے روز کی بات طبیعت پر زیادہ گراں گزری۔ اس وجہ سے میرے مشورہ کے ساتھ ان کے متعلق ناظر صاحب نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ کچھ عرصہ کے لئے

جماعت ان کا مقاطعہ کرے

یہ عرصہ پہلے پندرہ دن کا تھا۔ مگر بعد میں سات دن کر دیا گیا۔ اس لئے کہ ان کا بعد کا جو رویہ تھا وہ اچھا تھا۔ میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ میعاد میں یہ کمی ان سفارشوں کی وجہ سے نہ تھی۔ جو ان کے لئے کی گئیں۔ کیونکہ ایسے موقعہ پر سفارش کرنا ملزم کو کوئی فائدہ پہونچانے کے بجائے خود

سفارش کرنیوالے کی منافقت کی علامت

ہوتی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ سفارش کرنے والوں میں میرے رشتہ دار بھی تھے۔ اور دوسرے لوگ بھی۔ اور انہوں نے یہ خیال نہ کیا۔ کہ ایسی سفارش اسلامی تعلیم کے خلاف ہے تم ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کر سکتے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یا صحابہ کے وقت میں کسی کو سزا دی گئی ہو۔ اور اس مسئلہ کے واضح ہو جانے کے بعد اس کی سفارش آئی ہو۔ پھر میں نہیں سمجھتا۔ کہ تم ان مسائل کو کیوں یاد نہیں رکھتے کیا اس وجہ سے کہ کوئی شخص میرا رشتہ دار ہے۔ یا پریذیڈنٹ ہے۔ وہ یہ سمجھنے لگ جاتا ہے۔ کہ اسے

شریعت کو توڑنیکا حق

ہے۔ میں یہ امر بھی صاف طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ جیسا ان لوگوں کا فعل منافقانہ تھا۔ ویسا ہی سفارش کرنے والوں کا ہے۔ مجھے کسی کا مطلقاً ڈر نہیں۔ خواہ کوئی میرا رشتہ دار ہو۔ یا جماعت میں سے بڑا آدمی ہو۔ جو بھی

خلاف شریعت فعل

کا مرتکب ہوگا اسے یہ بات سننی پڑیگی مجھے افسوس ہے کہ میرے ایک رشتہ دار نے یہاں تک کہا۔ کہ میں چودہری حاکم دین کے متعلق مسجد اقصےٰ میں قسم کھانے کو تیار ہوں۔ حالانکہ قرآن کریم نے منافقوں کی ایک یہ علامت بھی قرار دی ہے۔ کہ وہ بلا شرعی حق یا ضرورت کے قسمیں کھانے لگ جاتے ہیں۔ اور جو شخص ایسی بات کے متعلق قسم کھانے کو تیار ہو جاتا ہے۔ جس کی صداقت کا شرعی ثبوت اس کے پاس نہیں۔ اس کا فعل یقیناً منافقانہ ہے جو شخص خدا تعالےٰ کی قسم کو اتنا کمزور سمجھتا ہے۔ کہ ذاتی علم کے نہ ہونے کے باوجود اس کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اس کے اندر ضرور کمزوری ہے۔ میں نے ان میں سے کسی کو بھی منافق قرار نہیں دیا۔ ان لوگوں کو بھی نہیں جو علیحدہ جا کر ٹلے تھے۔ اور سفارش کرنے والوں کو بھی نہیں اور جیسا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے منافق ہونا اور

منافقت کی رگ

کا ہونا دونوں میں بڑا فرق ہے بعض اوقات مخلص مسلمانوں سے بھی شریعت کے کسی حصہ کی خلاف ورزی ہو جاتی ہے۔ مگر اس وجہ سے ہم انہیں کافر نہیں کہتے۔ نماز کے متعلق میرا تو یہی عقیدہ ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے وہ مسلمان نہیں۔ مگر ایک گروہ ایسا ہے جو تارک نماز کو کافر نہیں کہتا۔ اب دیکھو مسلمانوں میں سے ایک جماعت ایسی ہے۔ جو نمازوں میں سست ہے۔ ہزاروں ہیں جو روزے باقاعدہ نہیں رکھتے۔ اور شریعت کے دوسرے احکام بھی توڑتے رہتے ہیں۔ مگر ہم ان کو مسلمان ہی کہتے ہیں۔ وجہ یہی ہے۔ کہ ایک بات کو

پیشہ کے طور پر

اختیار کر لینا اور بات ہے۔ اور غفلت یا غلطی ہو جانا اور ہے۔ ابو الدرداء ایک بڑے صحابی گزرے ہیں۔ وہ اتنے پایہ کے صحابی تھے۔ کہ ان کی موجودگی میں صحابہ کوئی کام ان کے مشورہ کے بغیر نہ کرتے تھے۔ ان کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ تمہارے اندر

جاہلیت کی رگ

ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ جاہلیت کفر والی۔ یا اسلام والی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفر والی تو بعض دفعہ مخلص آدمی بھی منافقانہ فعل کر دیتا ہے۔ وہ خود منافق نہیں ہوتا ہاں اس کا فعل منافقانہ ہوتا ہے جن کو سزا دی گئی تھی۔ منافق سمجھ کر نہیں بلکہ

منافقانہ فعل

پر سزا دی گئی تھی۔ اور جن لوگوں نے سفارشیں کیں۔ انہوں نے اسلام کے احکام کی خلاف ورزی کی۔ اس لئے ان کا فعل بھی منافقانہ ہے۔ گو وہ خود منافق نہیں ہیں۔ بعض امور میں شریعت نے

سفارش کی اجازت

دی ہے۔ مگر وہ ایسے امور ہیں۔ جو سیاسی اور حکومت کے متعلق نہ ہوں۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو جس نے چوری کی تھی سزا دی۔ اس پر بعض لوگ سفارشیں کرنے آئے۔ کیونکہ اس وقت تک اسلامی تعلیم پوری طرح قائم نہیں ہوئی تھی۔ مگر سفارش سن کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا خدا کی قسم

اگر فاطمہ چوری کرے

تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دوں گا۔ تو ایسی باتوں میں سفارش کرنا سخت نادانی کی بات ہے۔ اس کے معنے نظام کو درہم برہم کرنے کے ہیں۔ اس لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ کوئی شخص کسی ناظر کے پاس انتظامی کام کے متعلق کوئی سفارش نہ کرے۔ اور اگر اس اعلان کے بعد بھی کوئی کرے گا۔ تو میں اسے منافق سمجھوں گا۔ کسی قاضی یا

ناظر کے پاس

کسی ایسے معاملہ میں سفارش منافقانہ فعل ہے۔ اور اس کے یہ معنے ہیں کہ اسے اپنے فرض کی ادائیگی سے روکا جائے۔ نظام سلسلہ میں ہر شخص یکساں حیثیت رکھتا ہے۔ یہ لوگ جو سفارشیں کرنے جاتے ہیں آخر اسی برتے پر جاتے ہیں۔ کہ ہم

جماعت میں بڑے

سمجھے جاتے ہیں۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کسی تعلق کی وجہ سے ہمیں رسوخ حاصل ہے۔ اور یاد رکھو جب کسی جماعت میں یہ خیال پیدا ہو جائے۔ کہ ہم بڑے آدمی ہیں ہماری بات سنی جانی چاہیئے۔ تو یہ اس کی

تباہی کا پہلا قدم

ہوتا ہے۔ نظامِ سلسلہ کا جہاں تک تعلق ہے۔ کوئی بڑا نہیں اور کوئی چھوٹا نہیں۔ دارالصحت کے آدمی سفارشیں لے کر کیوں نہیں آتے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم غریب ہیں۔ ہماری بات کون سُنے گا۔ اور جو آئے۔ وہ یہی سمجھ کر آئے۔ کہ ہمیں ایک عزت اور رسوخ حاصل ہے۔ اور ہم بڑے آدمی ہیں۔ لیکن میں اُن کو بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ نظامِ سلسلہ میں ان کی بھی اتنی ہی عزت ہے۔ جتنی

دارالصحت کے رہنے والوں کی

اور جو اس سے زیادہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ آج بھی گیا۔ اور کل بھی۔ اچھی طرح سُن لو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد۔ اور پوتے یا داماد سب کی جہاں تک نظام کا تعلق ہے۔ ان کی ویسی ہی حیثیت ہے جیسی

ایک ادنیٰ خادم

کی۔ اور جو اس سے زیادہ سمجھتا ہے۔ اسے ارتداد۔ کفر۔ اور یا پھر خدا تعالےٰ کے عذاب کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ اور جو ناظروں میں سے سفارش سُنتا ہے۔ وہ بھی تیار ہو جائے۔ کہ یا تو اسے ٹھوکر لگے گی۔ اور یا پھر وہ عذاب میں مبتلا ہوگا۔ ناظر۔ یا جسے کوئی اور عہدہ ملے۔ اس کے کان اس معاملہ میں بہرے ہونے چاہئیں اور کسی کی بات کی اسے کوئی پروا نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ جب کوئی اس کے پاس ایسی سفارش لے کر آئے اسے کہنا چاہیئے۔ کہ

نکل جاؤ یہاں سے

گو مجھے اس بات کے کہنے سے شرم آتی ہے۔ اور حجاب محسوس ہوتا ہے مگر کہنے سے رہ نہیں سکتا۔ کہ شروع ایام خلافت میں ایک دو دفعہ ایسا ہوا بعض عورتیں حضرت ام المومنین بفا کے پاس پہنچیں۔ اور ان سے سفارش کرانے کی کوشش کی۔ وہ میری والدہ ہیں۔ ام المومنین ہیں۔ اور

اُن کا پایہ

سلسلہ میں بہت بلند ہے۔ مگر میں نے ان کی سفارش کو بھی کبھی برداشت نہیں کیا۔ اور صاف کہدیا ہے۔ کہ میں اسے سُننے کے لئے تیار نہیں ہوں اور اُن سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے جب سلسلہ کے نظام میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ وہ سفارش کریں۔ تو پھر

کسی اور کی سفارش

کو کس طرح برداشت کیا جا سکتا ہے سفارش کرنے والے امور اور ہوتے ہیں۔ مثلاً میں نے کسی سے روپیہ لینا ہے۔ اور تقاضا کر رہا ہوں۔ کسی کو علم ہے۔ کہ اس کی مالی حالت اچھی نہیں۔ تو وہ سفارش کر سکتا ہے۔ کہ اس کی مالی حالت کا مجھے علم ہے بہت خراب ہے۔ ابھی اسے مہلت دی جائے۔ ایسی سفارش ثواب ہے مگر نظام کے بارہ میں سفارش جائز نہیں۔ ہاں واقعات کا اگر کسی کو علم ہو۔ تو بتا سکتا ہے۔ مثلاً یہی معاملہ تھا۔ اگر کوئی عینی شاہد ہوتا۔ اور پھر وہ دیکھتا۔ کہ تحقیقات غلط ہوئی ہے۔ تو وہ بتا سکتا تھا۔ کہ میں خود وہاں موجود تھا۔ بات یوں نہیں۔ یُوں ہُوئی تھی۔ یہ سفارش نہیں۔ بلکہ شہادت ہے۔ جو

واجب اور فرض

ہے۔ مگر اس کیس میں تو ایسی صُورت نہ تھی۔ انہوں نے خود اقرار کیا۔ کہ وہ تیسرے آدمی کے بغیر گئے۔ اور مصری صاحب نے ان سے الگ الگ باتیں کیں۔ میں تو حیران ہوں۔ کہ یہ حساب فہمی ہو رہی تھی۔ یا رشتہ ناطہ کی بات چیت تھی۔ جو کسی دوسرے کے سامنے نہ کی جا سکتی تھی۔ جب ان کے سامنے علیحدہ علیحدہ ملنے کا سوال پیش کیا گیا۔ تو ان کو اسی وقت سمجھ لینا چاہیئے تھا۔ کہ اب

ہمارے ایمان کا امتحان

کا موقعہ ہے۔ پھر یہ کیا ضروری ہے کہ قرض خواہ مقروض کے مکان پر ہی جا کر مطالبہ کرے۔ قانون نے اور ذرائع بھی رکھے ہیں۔ ان کو استعمال کیا جا سکتا تھا:۔

آئندہ کے لئے میں ناظروں پر بھی یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر کسی ایسے معاملہ میں کوئی شخص ان کے پاس سفارش لے کر آئے۔ تو اُن کا فرض ہے۔ کہ فوراً میرے پاس اس کی رپورٹ کریں۔ صرف رد کر دینا ہی کافی نہیں۔ اگر مجھے معلوم ہوا۔ کہ ان کے پاس کسی نے سفارش کی۔ اور انہوں نے رد کر دی۔ مگر مجھے رپورٹ نہیں کی۔ تو میں سمجھوں گا۔ کہ

منافقت کی رگ

ان کے اندر بھی ہے۔ متواتر شکایتیں آتی رہتی ہیں۔ کہ سفارشیں کی جاتی ہیں۔ میرے اسی عزیز کے متعلق پہلے بھی ایک دفعہ شکایت آئی تھی۔ کہ دو شخصوں کا آپس میں مقدمہ تھا۔ اور ایک کے متعلق انہوں نے کہا۔ کہ یہ بڑا نیک آدمی ہے۔ اس کا خیال رکھیں۔ دوسرے فریق کو اس کا علم ہو گیا۔ اور انہوں نے میرے پاس شکایت کر دی۔ میں نہیں سمجھتا۔ کہ انہیں

کس نے داروغہ بنایا ہے

کہ اس طرح سفارشیں کرتے پھریں۔ ہر شخص اپنے دوستوں کو نیک سمجھتا ہے۔ تو کیا صرف اس وجہ سے۔ کہ کوئی شخص اپنے دوست کے نزدیک نیک ہے۔ ضروری ہے۔ کہ مقدمہ بھی اس کے حق میں ہو جائے۔ اگر اس سلسلہ کو جاری رہنے دیا جائے۔ تو ہر فریق کے متعلق اس کے دوست آ آ کر کہا کریں گے کہ وہ نیک آدمی ہے۔ دسؔ اسے اچھا کہیں گے۔ اور دسؔ اسے۔ تو کیا اس صورت میں قاضی کسی کے خلاف بھی فیصلہ نہ کرے۔ اور اندھے راجہ کی طرح اپنے آپ کو پھانسی پر لٹکا لیا کرے۔ یہ طریق نہایت غلط ہے۔ اور منافقانہ ہے میں ان لوگوں کو تو منافق نہیں کہتا۔ مگر ان کا یہ فعل ضرور منافقانہ ہے:۔

اسی طرح میں

قاضیوں اور ناظروں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ وہ بہت احتیاط سے کام لیا کریں۔ اگر کوئی ان کے پاس کسی کی سفارش کرے۔ تو ہرگز پروا نہ کیا کریں۔ خواہ وہ کتنا بڑا آدمی کیوں نہ ہو میں جانتا ہوں۔ کہ غلطیاں ہو جاتی ہیں بعض اوقات ہمارے گھروں میں بھی عورتیں آجاتی ہیں۔ اور میری بیویوں سے کہتی ہیں۔ بعض دفعہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میری بیویوں میں سے کسی نے کوئی سفارش اپنے کسی رشتہ دار ناظر یا افسر سے کر دی لیکن جب مجھے علم ہوا۔ تو میں نے ہمیشہ گھر میں ڈانٹا۔ کہ کیوں ایسا کیا گیا۔ کیا ناظر بددیانت ہے۔ اگر بددیانت ہے۔ تو اسے علیحدہ کر دینا چاہیئے۔ لیکن اگر نہیں۔ تو پھر کہنے کا کیا فائدہ؟

دوسرے اداروں میں سفارشیں

ہوتی رہتی ہیں۔ اور چونکہ وہاں سارا نظام ہی اس طرح چل رہا ہے۔ اس لئے بعض اوقات ہم بھی سفارش کر دیتے ہیں۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ دُنیا میں اس وقت چونکہ پیسہ کے بغیر کام نہیں چلتا۔ اس لئے اپنا حق لینے کے لئے کسی کو کچھ دیدینا جائز ہے ہاں کسی کا حق لینے کے لئے ایسا کرنا ناجائز ہے۔ یہی حال سفارش کا ہے۔ جہاں یہ چل رہی ہے۔ وہاں اپنا حق لینے کے لئے سفارش کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن دوسرے کا حق مارنے کے لئے سفارش جائز نہیں لیکن

سلسلہ کے نظام میں

اسے برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ ناظروں کو یہ بھی چاہیئے۔ کہ اپنی بیویوں پر دباؤ رکھیں اور ان کو سختی سے روک دیں۔ کہ

ایسی باتوں میں دخل نہ دیا کریں۔ میری خلافت کا پچیسواں سال اب ختم ہونے کو ہے۔ مگر کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ میں نے کبھی اپنی بیویوں سے ایسی باتیں کی ہوں۔ بلکہ

بعض اوقات لطیفہ

ہو جاتا ہے۔ میں ناظروں سے کوئی بات کرتا ہوں۔ وہ اپنی بیویوں سے کر دیتے ہیں۔ وہ میری بیویوں سے کرتی ہیں۔ اور پھر وہ مجھ سے کرتی ہیں۔ کہ سنا ہے یوں ہوا۔ تو یہ طریق بھی غلط ہے۔ میں نے سلسلہ کی ایسی بات اپنی بیویوں سے کبھی کی ہی نہیں۔ اور افسروں کا بھی فرض ہے کہ اس کا خیال رکھیں ہم نے انہیں مقرر کیا ہوا ہے۔ ان کی بیویوں کو نہیں۔ انہیں اگر اپنی بیویوں پر اعتماد ہے۔ تو اپنے راز بے شک ظاہر کریں۔ مگر سلسلہ کے نہیں۔

پس جس فعل پر ان دو آدمیوں کو سزا دی گئی۔ وہ یقیناً منافقانہ ہے۔ ایک شخص کا مسجد اقصےٰ میں قسم کھانا تو الگ رہا اگر تم

سارے کے سارے

بھی قسم کھاؤ۔ تو میں کہوں گا۔ تم غلط کہتے ہو یہ فعل واقعی منافقانہ ہے۔ ان میں سے ایک نے عجیب لطیفہ مجھے لکھا۔ کہ میں نے سلسلہ کا کیا قصور کیا ہے۔ ستر روپے گئے تو میرے گئے۔ سلسلہ کو کیا نقصان ہوا۔ یہ تو ایسی بات ہے۔ کہ کوئی احرار کو چندہ دے کر کہے کہ روپیہ تو میرا گیا۔ سلسلہ کو کیا نقصان پہنچا۔ تم جو ستر روپے ایک مخالف کو دے آئے۔ کیا یہ

سلسلہ کا نقصان

نہیں۔ ستر چھوڑ اگر تم سات روپے بھی دے آتے۔ سات آنے بلکہ سات دمڑی بلکہ ایک دمڑی بھی دیتے تو بھی سلسلہ کا نقصان تھا۔ اسطرح تو ایک کافر بھی کہہ سکتا ہے کہ ابوجہل کے ساتھ ملکر جان تو میں نے اپنی دی خدا تعالےٰ کا اس سے کیا نقصان ہوا تو یہ جواب خود

کمزوریٔ ایمان پر دلالت

کرتا ہے۔ اگر اس کے اندر غیرت ہوتی تو اسے خود معلوم ہو جاتا۔ کہ اس سے سلسلہ پر حرف آتا ہے۔ کیا یہ سلسلہ کی ہتک نہیں۔ کہ اس کے دو افراد نے اس کے نظام کو توڑا۔ اگر وہ سمجھتا ہے کہ جماعت کے افراد کا روپیہ مخالف کے پاس جانا سلسلہ کا نقصان نہیں تو یہ دوسری رگ منافقت کی ہے۔ مگر میں اسے بھی منافق نہیں کہتا اگر وہ اپنے آئندہ طرز عمل سے ثابت کر دیں گے۔ کہ وہ منافق نہیں ہیں۔ تو ہمارے بھائی ہیں۔ اور اگر ان کا آئندہ طرز عمل ان کو منافق ثابت کرے گا تو خدا تعالےٰ کے سلسلہ کو اس سے کیا نقصان پہونچ سکتا ہے۔

اس کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ دنیا میں کوئی جماعت اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسی پیدا نہیں ہوئی کہ جس میں منافق نہ پیدا ہوئے ہوں۔ میں حیران ہوں کہ آپ لوگوں کے دماغ میں یہ بات کیوں نہیں گھستی بعض دفعہ آپ لوگوں کو حیرت ہوتی ہے۔ کہ منافق کہاں سے آ جاتے ہیں۔ مگر یاد رکھو یہ

سنت اللہ

ہے۔ آج تک کوئی جماعت ایسی نہیں ہوئی۔ جس میں منافق نہ ہوئے ہوں۔ جب بھی کوئی جماعت اللہ تعالےٰ کی طرف سے قائم ہوتی ہے۔ اس میں منافق بھی ضرور ہوتے ہیں۔ مشہور انبیاء جن کے حالات معلوم ہیں۔ تین ہیں۔ سب سے زیادہ حالات رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محفوظ ہیں۔ اور ان سے اتر کر حضرت موسےٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے ہیں۔ اور زمانہ کے لحاظ سے حضرت موسےٰ علیہ السلام ان سے پہلے گزرے ہیں ان کے زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ منافق تھے یا نہیں۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانہ میں

منافقوں نے تین مرتبہ بڑا زور پکڑا

ہے۔ ایک قصہ تو سامری کا مشہور ہی ہے یہ شخص حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ساتھ بڑا اخلاص رکھتا تھا۔ اور آپ کے ساتھ ہجرت کر کے آیا تھا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو الہام ہوا۔ کہ طور پر آؤ۔ ہم تم سے باتیں کریں گے۔ آپ اللہ تعالےٰ کی اطاعت کے لئے وہاں پہونچے۔ اور وہاں عبادت کی۔ اللہ تعالےٰ کو خوش کرنے کی بہت جدوجہد کی۔ جو اللہ تعالےٰ کو بہت پسند آئی۔ اور اس نے آپ کو الہام کیا۔ کہ اس مدت میں ہم دس دن اور بڑھاتے ہیں۔ اور دس دن آپ کو اور الہام ہوں گے۔ پہلے تیس دن تھے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ فاتممنٰہا بعشر۔ مگر جب تیس دن گزر گئے۔ اور لوگ حیران ہوئے کہ موسےٰ واپس کیوں نہیں آئے۔ تو سامری جھٹ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ موسےٰ تو گیا ہے مر۔ اور جس سے وہ باتیں کیا کرتا تھا۔ اس کا مجھے پتہ ہے۔ لوگوں سے جھٹ ڈھونڈ سونا لیا۔ جو بنی اسرائیل نے فرعونیوں سے قرض لیا ہوا تھا۔ اور ایک

بچھڑے کی شکل

بنا دی۔ اس کے اندر ایک خلا رکھا۔ جس میں سے آواز نکلتی تھی۔ جیسے آجکل مکینک وغیرہ بنا لیتے ہیں۔ یہ دیکھ کر بنی اسرائیل کو وہی عقیدت یاد آ گئی۔ جو مصر میں ان کو بچھڑے سے تھی۔ اور جب اس میں سے آواز نکلی تو انہوں نے سمجھ لیا کہ یہ واقعی خدا ہے فوراً ایک جماعت اس کے ساتھ شامل ہو گئی۔ اور آناً فاناً اس کا اقتدار سوخ بڑھ گیا۔ کہ حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ساتھ تعلق اخلاص رکھنے والے دوسرے لوگ ان کو کچھ نہ کہہ سکے۔ ان کو خیال تھا کہ ایسا نہ ہو باہم تلوار چل جائے اور حضرت موسےٰ علیہ السلام آ کر ناراض ہوں انہیں یقین تھا۔ کہ حضرت موسےٰ فوت نہیں ہوئے۔ اللہ تعالےٰ کے حکم سے گئے ہوئے ہیں۔ اور ضرور واپس آئینگے کیونکہ ابھی وہ پیشگوئیاں بھی پوری نہیں ہوئیں۔ جو

آپ کی زندگی میں

ہونی ہیں۔ اس لئے اگر ہم نے کچھ کہا اور فساد پیدا ہو گیا۔ تو ایسا نہ ہو۔ کہ حضرت موسےٰ آ کر ناراض ہوں۔ اور کہیں کہ تمہیں سمجھانا نہیں آیا۔ پس وہ اسی وہم میں کہ ایسا نہ ہو حضرت موسےٰ آ کر کہیں کہ تم نے لوگوں کو مرتد کر دیا۔ خاموش رہے نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان

منافقوں کی حکومت

ہو گئی۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسےٰ کو بھی الہاماً بتا دیا کہ پتہ بھی ہے پیچھے کیا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت موسےٰ علیہ السلام غصہ میں واپس آئے۔ اور بائیبل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ

تین ہزار منافق قتل کئے گئے

تمہیں تو بعض دفعہ یہ سنکر کہ دو چار آدمی منافق ہو گئے ہیں گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ اب کیا ہو گا۔ لیکن وہاں تین ہزار کو ایک دن میں سزا دی گئی۔ میں نے کہا ہے کہ قتل کئے گئے۔ بائیبل میں یہی لفظ ہے۔ قرآن کریم میں بھی

قتل کا لفظ

آیا ہے۔ قتل بعض دفعہ اور طریق سے بھی ہوتا ہے۔ ممکن ہے یہ قتل بائیکاٹ کی صورت میں ہی ہو۔ جیسا کہ احادیث سے پتہ لگتا ہے۔ یا ممکن ہے۔ ان کی شریعت میں ہر منافق کی سزا قتل ہی ہو بہر حال

تین ہزار منافق

تھے۔ ذرا اندازہ کرو کتنی بڑی تعداد ہے۔ دوسرا واقعہ قارون کا ہے۔ سامری کو تو صرف پڑھے لکھے لوگ ہی جانتے ہیں۔ مگر قارون سے ہمارے زمیندار بھائی بھی واقف ہیں۔ کہتے ہیں۔ بڑا

قارون کا خزانہ

دیدیا ہے یا کسی سے مانگتے ہی جاؤ۔ تو وہ کہتا ہے کہ کیا میرے پاس قارون کا خزانہ ہے۔ تو یہ شخص بہت ہی مالدار تھا۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے تھا۔ مگر اندر ہی اندر آپ کے خلاف کوششیں کرتا رہتا تھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا۔ گویا اسے آسمانی سزا ملی۔ تیسرا واقعہ وہ ہے۔ جس کی طرف قرآن کریم نے

اذوا موسیٰ

والی آیت میں اشارہ کیا ہے۔ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی قوم میں سے ایک جماعت یہ کہنے لگ گئی تھی کہ آپ کو کوڑھ ہو گیا ہے۔ بعض کا خیال تھا کہ آپ کے خصیوں میں پانی بھر گیا ہے۔ اور اسے بھی وہ لوگ عیب سمجھتے تھے۔ بعض کا خیال تھا۔ کہ خصیوں پر کوڑھ ہے۔ بعض لوگوں کو بوجہ اس کے کہ ان کا چمڑا نرم ہوتا ہے۔ بعض دفعہ کھجلی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ممکن ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی یہ تکلیف ہو اور وہ اس سے سمجھتے ہوں۔ کہ کوڑھ ہے

حدیثوں میں ایک واقعہ

آتا ہے۔ جس کی میں تو اور تاویل کیا کرتا ہوں۔ مگر بہر حال آتا یوں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ نہانے لگے۔ تو ایک پتھر پر کپڑے رکھے اور وہ پتھر کپڑے لے کر بھاگ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے بھاگے۔ اور ان لوگوں نے دیکھ لیا۔ کہ آپ کے اندام نہانی پر داغ نہیں تھے۔ وہاں حجر کا لفظ ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر یہ واقعہ اسی طرح ہے۔ تو حجر کسی شخص کا نام ہوگا۔ یہ نام ہوتا ہے۔

ابن حجر ایک بہت بلند پایہ امام گذرے ہیں۔ گذشتہ تیرہ سو سال میں جو چند ایک ممتاز علماء پیدا ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک ہیں۔ وہ پتھر کے بیٹے تو نہیں تھے یا تو کسی وجہ سے یہ ان کی کنیت تھی اور یا پھر ان کے باپ کا نام حجر ہوگا۔

اس کے علاوہ

ایک واقعہ اور

بھی ہے۔ جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم اور خاندان کے بعض اور افراد بھی شامل تھے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کے الزام کا واقعہ ہے۔

قارون کے واقعہ اور اس واقعہ کو اگر اکٹھا ہی سمجھ لیا جائے۔ تو یہ تین واقعات منافقوں کے ہیں۔ اور اگر یہ علیحدہ ہے تو چار ہیں۔ لیکن اگر اسے علیحدہ نہ بھی سمجھا جائے۔ تو بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف کم سے کم تین مرتبہ

منافقوں نے بغاوت

کی ہے۔ ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے ہیں۔ اور ان کے بارہ حواریوں میں سے ایک جو سب سے زیادہ

آپ کا مقرب

تھا۔ اور جس کا دعویٰ تھا۔ کہ خواہ ساری دنیا چھوڑ دے میں آپ کو نہیں چھوڑونگا اور جو ان کے ساتھ ایک تھالی میں کھانا کھایا کرتا تھا۔ آخر اسی نے آپ کو پکڑوا دیا۔ واقعات اس قسم کے ہیں کہ اگر اس وقت آپ نہ پکڑے جاتے۔ تو شائد بچ جاتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ پتہ لگ گیا تھا وہ چھپ گئے تھے۔ اور بھیس بدل لیا تھا۔ جس سے کوئی پہچان نہ سکتا تھا۔

یہودا اسکریوطی

کو چونکہ علم تھا۔ کہ کیا بھیس بدلا ہوا ہے۔ اس نے سرکاری افسروں سے ساز باز کی۔ اور کہا کہ میں جا کر جسے پکڑ کر پیار کروں گا۔ سمجھنا وہی عیسیٰ ہے۔ چنانچہ وہ گیا۔ اور جا کر آپ کو چوما۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی الہام سے اس کا علم ہو چکا تھا۔ اور آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے جو بات کہی تھی۔ وہ پوری ہو گئی۔ میں نے کہا تھا۔ کہ جس نے طباق میں ہاتھ ڈالا ہے وہی مجھے پکڑوائیگا"

(متی باب ۲۶)

اس کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آیا۔ آپ کا حال بھی ظاہر ہے۔ ایک دو نہیں۔ بلکہ ایک زمانہ ایسا آیا کہ آپ کے ماننے والوں کا قریبًا

تیسرا حصہ منافق

ثابت ہوا۔ احد کی جنگ کے موقعہ پر جتنے مسلمان تھے۔ سب کے سب شامل ہوئے۔ حتیٰ کہ بچے بھی شریک ہو گئے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ پندرہ سال سے کم عمر کے بچے واپس چلے جائیں۔ ایک لڑکے نے کہا۔ یا رسول اللہ میں تیر بہت اچھا چلانا جانتا ہوں۔ دوسروں نے بھی کہا کہ واقعی اس کا نشانہ بہت اچھا ہے۔ خطا نہیں جاتا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے رہنے دو۔ مگر اس کا مدمقابل ایک اور ساتھی تھا۔ وہ بھی پندرہ سال سے کم عمر کا تھا۔ وہ رونے لگ گیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کسی بیوی سے شائد اس کا کوئی رشتہ تھا۔ یا کوئی رضاعی رشتہ ہوگا۔ اس نے ان سے جا کر کہا۔ کہ اس طرح فلاں لڑکے کو شامل کر لیا گیا ہے حالانکہ میں تو اسے گرا لیتا ہوں۔ انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ کہ یہ لڑکا اس طرح کہتا ہے آپ کو اس بات کا لطف آیا چنانچہ آپ نے فرمایا۔ کہ اچھا آؤ

دونوں کی کشتی

کراتے ہیں۔ یہ لڑکا طاقتور تھا۔ یا نہ تھا۔ مگر چونکہ اس کے دل میں جوش تھا۔ کہ کسی نہ کسی طرح شامل ہو جاؤں اس نے ایسا زور لگایا۔ کہ اسے گرا کر سینہ پر بیٹھ گیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اب تمہارا حق ہو گیا۔ اب چلو تو

پندرہ پندرہ برس کے بچوں

کو بھی ساتھ لیجانا بتاتا ہے۔ کہ وہ وقت مسلمانوں کے لئے کس قدر خطرناک تھا۔ مگر سب کو ملا کر مسلمانوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ اور مقابل پر مکہ کے کفار کا لشکر تین ہزار تھا اور کچھ لوگ دوسری قوموں کے بھی تھے۔ لیکن جب یہ ایک ہزار کا لشکر مدینہ سے تین چار میل باہر آیا۔ تو عبداللہ بن ابی کے ساتھ تین سو مسلمان واپس ہو گئے۔ کہ ہم نہیں جاسکتے ذرا اس حالت کا اندازہ کرو۔ کہ

ایک ہزار میں سے تین سو

لوٹ پڑتے ہیں۔ اور اس جگہ سے لوٹتے ہیں۔ جہاں خدا تعالیٰ کا رسول خود موجود ہے۔ اس کی نظروں کے سامنے اٹھتے اور واپس ہو جاتے ہیں۔ اور تین سو ہزار میں سے تیس فیصدی ہے۔ قادیان میں دس ہزار احمدی آباد ہیں۔ اس نسبت سے تین ہزار بنتا ہے۔ مگر وہاں تین سو آدمی ایسے نازک موقعہ پر چلے جاتے ہیں اور صحابہ ذرا بھر پرواہ نہیں کرتے۔ مگر تم ہو کہ تین آدمیوں کے منافق ہونے کا علم ہونے سے گھبرا جاتے ہو۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ میں تین نہیں تین سو تین ہزار بلکہ تین لاکھ بھی منافق ہوں اور کامل مومن ان کے مقابلہ میں ایک ہی ہو تو بھی وہ نہیں ڈریگا۔ اور کہیگا کہ تم شیطان کے ساتھی ہو۔ اس لئے بے شک اسکی طرف چلے جاؤ۔ لیکن میں خدا تعالیٰ کا ہوں اس لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤنگا

حضرت انس بن نضر

ایک صحابی تھے۔ جو جنگ بدر میں شامل نہ ہو سکے تھے۔ کیونکہ اس وقت کوئی عام احساس نہ تھا۔ کہ لڑائی ہوگی۔ اس لئے خصوصاً انصار میں سے بہت سے لوگ رہ گئے تھے۔ جب انہوں نے جنگ کی خبر سنی تو دل میں غصہ آتا تھا۔ اور کہتے تھے۔ کہ اگر پھر کبھی جنگ ہوئی تو میں اللہ تعالےٰ کو بتاؤں گا۔ کہ کس طرح لڑا کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ دیکھ لے گا۔ کہ مومن کس طرح لڑتے ہیں۔ یہ

گو جہالت کی بات

تھی۔ مگر چونکہ وہ اخلاص سے کہتے تھے۔ اور ایسی ہی بات تھی۔ جیسے حضرت موسیٰ اور گڈریئے کا واقعہ ہے اور گو یہ ایسی بات تھی جو معمولی ایمان والے شخص کو مرتد کرنے کے لئے کافی تھی۔ مگر وہ چونکہ کمال اخلاص اور دین کی خدمت کی حسرت سے کہہ رہے تھے اس لئے اللہ تعالےٰ نے اسے قبول کیا۔ اور کچھ عرصہ بعد احد کی جنگ پیش آگئی جس میں پہلے

مسلمانوں کو فتح

ہوگئی۔ بعض مستغنی المزاج لوگوں نے کہا۔ کہ فتح تو ہوگئی۔ اب کیا کرنا ہے اس لئے ادھر ادھر پھیل گئے۔ لیکن بعد میں فتح شکست سے بدل گئی۔ ابو عامر ایک شخص کفار کے لشکر میں تھا۔ اس کی یہودیوں کے ساتھ رشتہ داری تھی مگر وہ مکہ چلا گیا تھا ہوشیار آدمی تھا۔ اسے معلوم تھا۔ کہ مسلمان جیت جایا کرتے ہیں۔ اس لئے اس نے گڑھے کھود کر اور پر تنکے وغیرہ ڈال دیئے تھے تا مسلمان فتح پانے کے بعد جب آگے بڑھیں گے۔ تو ان میں گر جائیں گے۔ انہی گڑھوں میں سے ایک میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گر گئے۔ آپ کے اوپر اور کئی صحابہ شہید اور زخمی ہو کر گرے۔ اور یہ خیال ہو گیا۔ کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ یہی حضرت انس بن نضر کھجوریں کھاتے پھرتے تھے۔ کہ حضرت عمرؓ کو ایک پتھر پر سر جھکائے نہایت دلگیر دیکھا تو پوچھا۔ کہ پریشانی کی کیا وجہ ہے۔ مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ یہ خوش ہونے کی بات ہے یا غمگین ہونے کی۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ نضر تمہیں پتہ نہیں کیا ہو گیا۔ دشمن نے پھر حملہ کر دیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ حضرت نضر کھجوریں کھا رہے تھے۔ صرف ایک کھجور باقی تھی وہ بھی پھینک دی۔ اور کہا کہ

میرے اور جنت کے درمیان

کیا ہے صرف یہی کھجور ہے۔ اور حضرت عمرؓ سے کہا کہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں رہے۔ تو ہم نے دنیا میں رہ کر کیا کرنا ہے۔ تلوار لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ اور آخر شہادت پائی جب لاش دیکھی گئی۔ تو

اسی زخم

تھے۔ آپ کی انگلی پر ایک نشان تھا۔ اور اسی سے آپ کی بہن نے لاش کو شناخت کیا۔ ورنہ پہچاننا مشکل تھا۔ یہ وہ شخص تھا۔ کہ جس نے جب سنا کہ لوگ بھاگ گئے ہیں۔ تو اس نے کہا کہ انہوں نے

اپنے اعمال کا جواب

دینا ہے اور میں نے اپنے کا۔ مجھے کیا اگر دوسرے بھاگ گئے ہیں۔ میں تو وہیں جاؤنگا جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو دیکھو ایسے نازک موقعہ پر تین سو آدمی ہزار میں سے لوٹ جاتا ہے۔ مگر صحابہ بھی

کس دل گردے کے آدمی

تھے۔ کہ پروا نہیں کرتے

اسی طرح ایک اور مخلص صحابی کا واقعہ ایسا رقت انگیز ہے کہ کوئی شخص بغیر رقت اسے پڑھ بھی نہیں سکتا چہ جائیکہ بیان کر سکے۔ جب یہ تین سو آدمی رسول کریم کو چھوڑ کر لوٹ گئے۔ تو عبداللہ بن عمرو جو انصار میں سے تھے مسلمان اور خصوصاً احمدی ان کو جانتے ہیں۔ جیسا کہ میں آگے چل کر بتاؤں گا۔ وہ یہ برداشت نہ کر سکے۔ اور انہیں سمجھانے کے لئے گئے یہ واقعہ بتاتا ہے کہ اس وقت تین سو کے لوٹنے سے ان کا

مومنانہ استغناء

بھی متزلزل ہو گیا تھا۔ خیر تو حضرت عبداللہ تھے۔ عمروؓ ان کے پاس گئے۔ اور جو الفاظ انہوں نے کہے وہ بتاتے ہیں کہ اس وقت ان کی وہی حالت تھی جو ہمارے ملک میں اس مصیبت زدہ کی ہوتی ہے جو شدت غم میں اور بے بسی کی حالت میں اپنے پر رحم دلانے کے لئے ہاتھ باندھ باندھ کر اپنے مخاطب سے التجا کرتا ہے وہ الفاظ جن میں انہوں نے ان منافقوں کو مخاطب کیا وہ یہ ہیں۔ اے میری قوم میں تمہیں خدا تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں۔ کہ اس طرح اپنے نبی کو چھوڑ کر نہ جاؤ۔ ان کی یہ بات بتاتی ہے کہ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے لئے ایسا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ عبداللہ جیسے بہادر کے مومنانہ استغنا میں بھی تزلزل واقعہ آگیا۔ مگر ان ظالموں نے آگے سے یہ جواب دیا کہ اگر ہم جانتے یہ لڑائی ہے تو ضرور لڑتے۔ یعنی یہ تو لڑائی نہیں۔ خودکشی ہے۔ ایک دوست نے کچھ عرصہ ہوا میرے ایک خطبہ میں یہ معنے سن کر مجھے لکھا تھا کہ اس آیت کے تو یہ معنے ہیں کہ ہمیں لڑنا آتا۔ تو ہم کبھی واپس نہ لوٹتے لیکن اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ معنے وہی صحیح ہیں۔ جو میں کرتا ہوں۔ عبداللہ بن ابی ایک جرنیل تھا۔ اسے کیا لڑنا نہیں آتا تھا۔ یہاں

نعلم کے معنے

نعرف ہیں۔ یعنی اگر ہم اسے قتال قرار دیتے اگر اسے لڑائی سمجھتے۔ یہ تو خودکشی ہے۔ جب انہوں نے یہ جواب دیا۔ تو حضرت عبداللہ نے کہا کہ اچھا اگر جاتے ہو تو جاؤ پروا نہیں۔ ہم تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتے ہیں وہ بھی شہید ہوئے۔ اور ان کی لاش پر بھی بہت زخم تھے۔ غریب آدمی تھے اور خاندان بڑا تھا۔ اس لئے مقروض بھی رہتے تھے۔ ان کے لڑکے حضرت جابر کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا۔ کہ سر نیچے ڈالے بیٹھے ہیں۔ تو دریافت فرمایا کہ جابر کیوں کیا ہے۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں۔ باپ مر گیا ہے۔ عیالداری ہے۔ قرضہ بھی بہت ہے اور یہ سب بوجھ مجھ پر آپڑا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر تمہیں علم ہو کہ تمہارے باپ کے ساتھ

اللہ تعالیٰ نے کیا سلوک

کیا۔ تو تم ہرگز ملول نہ ہو۔ دوسروں کے ساتھ تو اللہ تعالےٰ حجاب کے پیچھے سے بات کرتا ہے۔ مگر

تمہارے والد کو بالمشافہہ

بلایا۔ اور فرمایا عبداللہ مانگ جو مانگنا ہے۔ میں دونگا۔ اس پر عبداللہ نے کہا کہ اے اللہ میرا مطالبہ یہی ہے کہ مجھے پھر زندہ کر۔ تا میں

پھر تیری راہ میں

مارا جاؤں۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے جواب دیا۔ کہ اگر میں نے اپنی ذات کی قسم نہ کھائی ہوتی۔ کہ مُردے دنیا میں واپس نہیں لوٹائے جائیں گے۔ تو میں ضرور تجھے واپس کر دیتا۔ یہی وہ حدیث ہے۔ جسے ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی مردوں کے زندہ نہ کر سکنے کے متعلق ہمیشہ پیش کیا کرتے ہیں اور اس وجہ سے اکثر احمدی ان کے نام سے واقف ہیں۔ جب ان عبداللہ بن عمرو کی وفات کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ انصار پر فضل کرے ان میں سے عبداللہ نے ہماری بہت خدمت کی ہے۔ تو یہ کتنا نازک موقعہ تھا۔ مگر

تیس فیصدی لوگ

واپس ہو گئے۔ اور اس سے صحابہ کو قطعاً کوئی ابتلاء نہیں آیا۔ مگر تمہارے لئے کیا کبھی اس کا دسواں حصہ بھی ابتلا آیا ہے۔ تمہارے لئے تو اس کا سواں حصہ بھی نہیں آیا۔

اس کے بعد

اسلام کو شوکت

حاصل ہوتی گئی۔ اور جوں جوں مسلمان بڑھتے گئے۔ منافقوں کی نسبت بھی کم ہوتی ہو گئی۔ جب مسلمان دو ہزار ہو گئے تو منافق جو تین سو تھے لازماً پندرہ فیصدی ہو گئے۔ جب مومن پانچ ہزار ہوئے تو منافق چھ فیصدی رہ گئے۔

جب مومن دس ہزار ہوئے تو منافق تین فیصدی باقی رہ گئے۔ چاہے تعداد ان کی اس وقت بھی تین سو ہی ہو۔ مگر نسبت کم ہو گئی۔ اس طرح ان کی تعداد کم ہو گئی۔ اور یہ ابھرنے سے رہ گئے مگر جب اسلام دوسرے ملکوں میں پھیلا تو ان علاقوں میں جہاں تربیت مکمل نہ ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے پھر زور پکڑا خصوصاً جب غیر قوموں سے مقابلہ ہوتا۔ تو ان میں بھی جوش پیدا ہوتا جیسا کہ پچھلے دنوں جب

حکومت سے ہمیں بعض اختلافات

ہوئے تھے۔ تو منافق کہتے تھے۔ کہ اب کام بن گیا۔ اب انگریزوں سے لڑائی شروع ہو گئی ہے۔ ذرا کسی سپاہی نے سلام کر دیا۔ کہ اس طرح واقفیت پیدا کر کے کچھ باتیں معلوم کرے۔ تو ان کا دماغ عرش پر پہونچ گیا۔ کہ سپاہی نے ہم سے بات کی۔ منافقوں کے دماغ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جیسا ایک چوہڑے کا تھا۔ جب مہاراجہ رنجیت سنگھ فوت ہوئے تو چونکہ ان کی حکومت کے زمانہ میں ایک نظام قائم ہوا تھا۔ اور عدل بھی ہونے لگا تھا۔ اس لئے لوگوں کو بہت صدمہ ہوا۔ وہ بہت رو رہے تھے۔ کہ ایک چوہڑا ادھر سے گزرا۔ پوچھنے لگا۔ کیا ہوا لوگ اتنا رو رہے ہیں۔ کسی نے بتایا۔ کہ مہاراجہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ سنکر کہنے لگا میں نے سمجھا۔ خبر نہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ لوگ ایسے بیتاب ہیں۔ جب باپو یعنی میرے باپ جیسے لوگ مر گئے۔ تو مہاراجہ رنجیت سنگھ بیچارہ کس حساب میں تھا۔ کہ وہ نہ مرتا۔ اسی طرح ان کے نزدیک بھی سپاہی یا

تھانہ دار کا سلام

بڑی چیز ہے۔ گھر پہونچتے ہیں۔ تو پیر زمین پر نہیں لگتے۔ کہ سرکاری افسر نے ہمیں سلام کر دیا۔ حالانکہ سمجھتے نہیں۔ کہ اس نے تمہارے چہرہ پر نفاق دیکھا۔ اور سلام کر دیا۔ کہ اس سے کام لیں گے۔ اسی طرح مسلمانوں کی جب روم والوں سے لڑائی شروع ہوئی۔ تو منافقوں نے کہا کہ اب گئے۔ چنانچہ منافقوں نے ابو عامر راہب کی مدد سے پھر آپس کی تنظیم کی۔ اور ایک بستی الگ بسائی اور اس میں علیحدہ مسجد بنائی۔ اور علیحدہ گاؤں بنا لیا۔ ابو عامر راہب بھیس بدل کر آیا۔ اور صوفی بنکر مسجد میں رہنے لگا۔ ان لوگوں نے یہ تجویزیں کرنی شروع کیں۔ کہ کسی طرح

روم کی حکومت سے

مسلمانوں کی لڑائی کرائی جائے۔ اور جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ادھر جائیں۔ تو مدینہ میں بغاوت کر دی جائے اس لئے انہوں نے مشہور کرنا شروع کیا۔ کہ رومیوں کا لشکر مدینہ پر حملہ کے لئے آرہا ہے۔ اس خبر سے مسلمانوں میں شور پیدا ہوا۔ کیونکہ ان کے لئے یہ ایسی ہی خبر تھی۔ جیسے کوئی کہے۔ کہ ریاست کپورتھلہ یا مالیر کوٹلہ پر انگریز فوج کشی کر رہے ہیں۔ کجا وہ سلطنت جو یورپ سے شروع ہو کر ایران تک آتی تھی اور مصر بھی اس کے ماتحت تھا۔ اور کئی ممالک اس کے باجگذار تھے اور جو بیک وقت

چار پانچ لاکھ کا لشکر

میدان میں لا سکتی تھی۔ بلکہ بعض جنگوں میں تو رومی آٹھ دس لاکھ آدمی بھی لائے ہیں۔ اور کجا وہ لوگ جن کا سارا لشکر ہی دس پندرہ ہزار تھا چنانچہ ان لوگوں نے مشہور کر دیا۔ کہ رومی حملہ کر رہے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی خبر ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ بہتر ہوگا۔ ہم

باہر جا کر مقابلہ

کریں۔ چنانچہ آپ مسلمانوں کو ساتھ لیکر چل پڑے۔ رستہ میں جب پوچھنا شروع کیا۔ کہ یہ خبر کہاں سے نکلی ہے۔ تو اس کی حقیقت کھلی۔ کسی نے بھی یہ اقرار نہ کیا۔ کہ ہم نے لشکر کو آتے دیکھا ہے۔ آپ کو شبہ ہوا۔ کہ یہ

منافقوں کی شرارت

ہے۔ اور آپ تھوڑی دور سے ہی واپس آگئے۔ منافق بہانوں سے پہلے ہی ساتھ نہ گئے تھے۔ ان کو خیال تھا۔ کہ اس خبر کے زیر اثر مسلمان جاتے ہی رومی علاقہ پر حملہ کر دینگے۔ اور پھر رومی خود بخود ان کے مقابلہ پر آئینگے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا تو یہ طریق ہی نہ تھا۔ دشمن اگر حملہ کرے تو آپ کرتے تھے۔ ورنہ نہیں۔ جب مسلمان واپس آگئے تو ان کی امیدیں ناکام ہو گئیں۔ آخر آپ نے اس

مسجد کو مسمار

کرایا۔ اور اس کی جگہ میلہ کا ڈھیر بنایا گیا۔ بلکہ اس محلہ کو ہی آپ نے گروا دیا۔ پھر آپ کی وفات کے بعد تو یہ فتنہ اس طرح اٹھا کہ صرف اڑھائی شہر ایسے رہ گئے جہاں نماز باجماعت ہوتی تھی۔ ورنہ سب جگہ آگ لگ گئی تھی۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں یہ اکا دکا رہے۔ مگر حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے زمانہ میں پھر زور پکڑا تو منافقوں کا ہر زمانہ میں موجود رہنا ضروری ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ شیطان سو جائے گا۔ اگر رحمانی فوجیں کام کرتی رہتی ہیں۔ تو شیطانی بھی غافل نہیں رہ سکتیں۔ یہ شیطان کا دستور ہے۔ کہ وہ ہمیشہ ایسے آدمی کھڑا کرتا رہتا ہے۔ جن سے اسلام کو نقصان پہونچے۔ اس لئے ہماری جماعت اگر یہ خیال کرتی ہے۔ کہ کسی وقت منافق باقی نہیں رہیں گے۔ تو یہ اس کی غلطی ہے۔ کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی۔ کہ جس کے سو فیصدی افراد مومن اور مخلص ہوں۔ یہ خدا تعالےٰ کے نظام کو باطل کرنے والی بات ہے۔ یہ

خدا تعالےٰ کا قانون

ہے۔ کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ پس یہ امید ہرگز نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ منافق ختم ہو جائیں گے۔ اب چونکہ سوا تین بج چکے ہیں۔ اس لئے باقی باتیں میں آئندہ خطبہ میں انشاء اللہ بیان کروں گا۔ اس وقت صرف یہی کہکر ختم کرتا ہوں۔ کہ منافق ہر جماعت میں ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے ہمیں یہ خیال کبھی نہیں کرنا چاہیئے کہ ہم میں کس طرح پیدا ہو گئے۔ تم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر تو نہیں ہو سکتے۔ اگر آپ کے ایک ہزار ساتھیوں میں سے تین سو منافق ہو سکتے ہیں۔ تو تم میں سے اگر دو چار دس

انجمن احمدیہ گھاٹورہ بنگال کا سالانہ جلسہ

۲۴ر جولائی ۱۹۳۸ء بروز اتوار انجمن احمدیہ گھاٹورہ کا سالانہ جلسہ زیر صدارت خان بہادر ابوالہاشم خان صاحب چودہری۔ ایم۔ اے امیر جماعت احمدیہ صوبہ بنگال منعقد ہوا۔ جلسہ میں خان بہادر صاحب کی پُر نصائح صدارتی تقریر کے علاوہ امیر جماعت احمدیہ برہمن بڑیہ مولوی غلام صمدانی صاحب کی تقریر جوبلی فنڈ کے متعلق مولوی سید سعید احمد صاحب کی تقریر مجلس خدام الاحمدیہ کے متعلق مولوی احمد علی صاحب کی تقریر تحریک جدید کے متعلق ہوئی۔ اور خاکسار کی تقریر "نظام" کے متعلق۔

مَیں نے اپنی تقریر میں یہ بتایا ہے کہ جس طرح عالم جسمانی ایک عظیم الشان نظام کے ماتحت چل رہا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عالم انسانی میں روحانی نظام قائم کرنے کے لئے اور تمام بنی نوع انسان کو ایک روحانی نظام کے ماتحت جمع کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرماتا رہا۔ اور حضرت سرور کائنات علیہ السلام کو اس لئے مبعوث فرمایا کہ تمام بنی نوع انسان کو ایک نظام کے ماتحت ایک ہی مرکزی نقطہ کے گرد جمع کرنے کے ارادۂ ازلی کو پورا کیا جائے۔ اور آپ کو ایک ایسی شریعت عطا کی جو انسان کے دونوں جہانوں کی بہبودی کا واحد ذریعہ ہے اور اس مقدس شریعت و خدائی نظام کی اشاعت و اقامت کے لئے سلسلہ خلفاء کو جاری فرمایا۔ اور اس سنت ازلی کے ماتحت اس آخری زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کے طور پر مبعوث فرما کر پھر نئے سرے سے سلسلہ خلافت جاری فرمایا ہے۔ اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے خاکسار نے بتایا کہ نظام کی اہمیت کیا ہے کس طرح اطاعت کرنی چاہئیے۔ اور پھر جماعت احمدیہ کی اطاعت کے نتیجہ میں کس طرح عالم انسانی کو احمدیت کے روحانی نظام کے جھنڈے تلے جمع کرنے میں خدا تعالیٰ کا منشا پورا ہو رہا ہے اور آئندہ کے متعلق تائید الٰہی سے کیا کچھ نظر آ رہا ہے۔

غیر احمدی علماء نے ہمارے خلاف ایک دوسرا اتحاد قائم کر کے غیر احمدیوں کو ہمارے جلسہ میں شریک ہونے سے روکنے کی کوشش کی۔ مگر سنجیدہ طبقہ کے غیر احمدی ہمارے جلسہ میں شریک ہوئے اور متاثر ہوئے۔ اب سنا جاتا ہے کہ یہاں کے غیر احمدیوں میں ہمارے متعلق جھگڑا کے نتیجہ میں دو فریق ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا فرمائے۔ اور حق کے قبول کرنے کی توفیق دے آمین

قارئین کرام سے التماس ہے کہ ہماری دور افتادہ غریب جماعتوں کے لئے درد دل سے دعا فرمائی جائے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے راستہ سے تمام مشکلات کو دور فرما کر صحیح ذرائع سے کام کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ اور اپنے بندوں کے قلوب کے بند دروازوں کو حق کے قبول کرنے کے لئے کھول دے۔

خاکسار۔ ظل الرحمٰن مبلغ مقیم برہمن بڑیہ بنگال۔

توبہ کا اعلان اور دوبارہ بیعت کی درخواست

سیدنا و امامنا سلمکم اللہ تعالیٰ   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مؤدبانہ عرض ہے کہ اندازاً عرصہ چار سال ہوا ہے۔ کہ غیر احمدیوں کی صحبت میں رہنے سے غلط فہمی ہو گئی۔ اس لئے مَیں نے اخبار "زمیندار" میں احمدیت سے علیحدگی کی اطلاع شائع کرائی تھی۔ اب خاکسار کو اپنی غلط فہمی کی سمجھ آگئی ہے اور خاکسار سچے دل سے توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حضور کی خدمت اقدس میں بیعت کے لئے عرض کرتا ہے۔ کہ عاجز کا قصور معاف فرما کر حضور بیعت دوبارہ قبول فرمائیں۔ اور عاجز کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ مولا کریم استقامت کی توفیق عطا فرما کر خادم دین بنائے۔ آمین

خاکسار۔ ملک حبیب اللہ ولد ملک سراج الدین مرحوم سمبڑیال

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

شملہ ۲ اگست۔ ایک سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ گورنر پنجاب سر ہربرٹ ایمرسن جو خرابی صحت کی بنا پر رخصت حاصل کر کے ولایت گئے ہوئے ہیں۔ اور اکتوبر میں واپس آنے والے تھے۔ اب واپس نہیں آئیں گے۔ اور سر ہنری کریک پنجاب کے موجودہ قائم مقام گورنر کو ہی ملک معظم نے اس صوبہ کا گورنر بنا دیا ہے۔

نئی دہلی ۲ اگست۔ مسلم لیگ کی طرف سے مسٹر جناح نے صدر کانگرس کو جو مکتوب ارسال کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ اس گفت و شنید کا آغاز خود گاندھی جی نے کیا تھا۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے نزدیک مسلم لیگ ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے گفت و شنید کرنے کی اہلیت رکھتی ہے معاہدہ لکھنؤ بھی مسلم لیگ کے ساتھ اسے مسلمانوں کی نمائندہ سمجھ کر ہی کیا گیا تھا پھر ۱۹۳۵ء تک بھی کانگرس مسلم لیگ کو مسلمانوں کی نمائندہ سمجھتی تھی۔ اور بابو راجندر پرشاد نے اسی حیثیت میں مسٹر جناح سے فرقہ وارانہ مصالحت کے لئے گفت و شنید شروع کی تھی۔ اب معلوم نہیں۔ اس طرز عمل میں کیوں تبدیلی کی جا رہی ہے۔

پشاور ۲ اگست۔ سرحد کی کانگرسی گورنمنٹ نے ایک سیاسی قیدی کندن لال کو رہا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس پر بطور پروٹسٹ پراونشل کانگرس کمیٹی کے سکرٹری نے استعفیٰ دیدیا ہے۔

نئی دہلی ۲ اگست۔ مقامی حکومت نے مسلم لیگ کے آرگن "آزاد" سے ایک ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی ہے کیونکہ اس میں بعض قابل اعتراض مضامین درج ہوئے تھے۔

شملہ ۲ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ زمینداره بلوں سے وزارت پارٹی کے ارکان کو بھی کافی نقصان ہو گا۔ وزیر اعظم کے خاندان کو اڑہائی لاکھ کا ملک خضر حیات خان ٹوانہ وزیر امور عامہ کو پچاس ہزار اور نواب صاحب ممدوٹ کو ۲۵ ہزار کا نقصان ہو گا۔

لاہور ۲ اگست۔ پنجاب پراونشل کانگرس کمیٹی نے بعض خاص انعامات مقرر کئے ہیں۔ جو ان لوگوں کو دیئے جائیں گے۔ جو زیادہ سے زیادہ مسلمانوں۔ ہریجنوں اور عورتوں کو ممبر بنائیں گے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان طبقوں میں کانگرس کو اپنے رسوخ کی کمی کا احساس ہے

شملہ ۲ اگست۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ وادی ٹوچی میں کل قبائلیوں نے تین ہندوؤں کو اغوا کر لیا۔ اور دیدیل کے قریب ٹیلیگراف کے تار کاٹ دیئے۔ نیز سرکاری کیمپوں پر گولیاں چلائی ہیں

بیت المقدس ۲ اگست۔ کل حیفہ میں دو مقامات پر بم پھٹے۔ مگر نقصان جان نہیں ہوا۔ تازہ فسادات میں اس وقت تک ایک سرکاری اعلان کے مطابق ۱۴۸ عرب اور ۶۰ یہودی ہلاک اور ۲۵۶ عرب اور ۲۰۱ یہودی زخمی ہو گئے ہیں۔ دو برطانوی فوجی ہلاک اور مجروح ہوئے ہیں۔

ٹوکیو ۲ اگست۔ گورنمنٹ جاپان نے فیصلہ کیا ہے کہ اگرچہ چانگ کفنگ پر شدید تصادم ہوا ہے۔ تاہم جاپان کو حکومت روس کے خلاف کوئی جارحانہ قدم نہیں اٹھانا چاہیئے۔ ہاں احتیاط کے ساتھ حالات کا مطالعہ کرتے رہنا چاہیئے۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ آج سوویٹ فوجوں نے پھر جاپانیوں پر حملہ کر دیا۔ مگر پسپا ہوئے۔ اور جاپانیوں نے ان کے تین ٹینکوں پر قبضہ کر لیا۔ تین جاپانی افسر اور ۲۷ فوجی ہلاک ہوئے ہیں لیکن سوویٹ کے ۲۵۰ اشخاص ہلاک اور مجروح ہوئے۔

کلکتہ ۲ اگست۔ آج بعد دوپہر جب بنگال اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا تو وزارت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریکیں پیش ہوئیں۔ ہر وزیر کے خلاف علیحدہ علیحدہ ممبروں نے تحریکیں پیش کیں فیصلہ ہوا ہے کہ ان تحریکوں پر ۸ اگست کو بحث ہو گی۔ صدر اسمبلی کے یہ دریافت کرنے پر کہ کون کون ممبر عدم اعتماد کی تحریکوں کے حق میں ہیں۔ ۱۱۰ ممبر کھڑے ہوئے۔ کانگرسیوں کی طرف سے کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔ لیکن انہوں نے ان تحریکات کی تائید کا اعلان کیا ہے۔

پونہ ۲ اگست۔ چیف سکرٹری بمبئی گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ سرکاری پنشنروں کو تمام آئینی جماعتوں کی ممبری کا پورا حق ہے۔ وہ کانگرس یا دیگر آئینی جماعتوں کے ٹکٹ پر انتخابات میں حصہ لے سکتے ہیں۔

لاہور ۲ اگست۔ زمیندارہ بلوں کی مخالفت میں کانگرسیوں کے حصہ نہ لینے کا جو فیصلہ پہلے پراونشل کانگرس کمیٹی نے کیا تھا۔ اس کے خلاف ہندوؤں کے شور و شر سے متاثر ہو کر اب اس میں تبدیلی کر دی گئی ہے۔ اور آج فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ کانگرس کے ممبروں کو اس ایجی ٹیشن میں حصہ لینے کی کھلی اجازت ہے

راولپنڈی ۲ اگست۔ شہر بنوں اور نواحی علاقہ جات میں سخت سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔ اور اندیشہ کیا جا رہا ہے۔ کہ قبائل پھر پوری سرگرمی کے ساتھ حملہ کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔ گورنمنٹ کو اطلاع مل چکی ہے۔ کہ ایک اور لشکر بنوں کے بالکل قریب منڈلا رہا ہے۔ اس لئے شہر کی حفاظت کے انتظامات وسیع پیمانہ پر کئے جا رہے ہیں۔

روم یکم اگست۔ فیڈرل سکرٹریوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے مسولینی نے پوپ کے جواب میں کہا۔ کہ جہاں تک نسل کا سوال ہے۔ ہم زور و شور سے اس کو جاری رکھیں گے۔ یہ کہنا کہ فسی ازم کسی بات میں کسی بات کی نقل کرتا ہے۔ بالکل فضول ہے۔

الہ آباد ۲ اگست۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے جنرل سکرٹری آچاریہ کرپلانی نے ص

سفر کے لئے تسہیلات

سفر کرنے والی پبلک کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے۔ کہ اپریل ۱۹۳۸ء سے سیٹیں۔ برتھ۔ ڈبے اور گاڑیاں صرف ٹکٹ پیش کرنے پر ریزرو کرائی جاسکتی ہیں۔ اول اور دوم درجہ کے مسافر اور ان کے تیسرے درجہ میں سفر کرنے والے ملازم اپنی تاریخ اجرائے سفر سے پندرہ روز پہلے تک کے عرصہ میں ٹکٹ خرید سکتے ہیں۔ پبلک کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے۔ کہ ٹکٹ خریدتے وقت اس پر بکنگ کلرک سے اس کے دستخطوں کے ساتھ وہ تاریخ لکھوالیں۔ جس تاریخ کو کہ وہ اپنا سفر شروع کرنا چاہتے ہوں۔

مزید تفصیلات کے لئے اپنے قریبی ریلوے سٹیشن ماسٹر

یا

چیف اپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے

لاہور سے درخواست کریں

ریل اور موٹر کے مشترکہ ٹکٹ

سری نگر کشمیر مری ڈلہوزی منڈی

اور

سلطانپور کلو تک

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے تمام اہم سٹیشنوں سے مندرجہ بالا مقامات تک بکنگ کیلئے ریل اور موٹر کے مشترکہ واپسی ٹکٹوں کی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔ اور اسی طرح ای۔ آئی و جی۔ آئی۔ پی و بی بی اینڈ سی آئی اور بی اینڈ این ڈبلیو ریلویز کے بعض سٹیشنوں سے کشمیر تک سہولتیں بہم پہنچائی گئی ہیں۔ مصور اور رنگدار پمفلٹ کے لئے جس میں تمام تفصیلات درج ہیں۔

ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

یا میسرز این۔ ڈی۔ رادھاکشن اینڈ سنز۔ این۔ ڈبلیو۔ آر آؤٹ

ایجنٹس راولپنڈی۔ جموں توی یا سری نگر کشمیر سے درخواست کی جائے

اجمیر کے لئے واپسی ٹکٹ

خواجہ صاحب کے عرس کے سلسلہ میں جو اجمیر میں منعقد ہوگا۔ مندرجہ ذیل سٹیشنوں سے تیسرے درجہ کے رعائتی واپسی ٹکٹ ۱½ کرایہ پر نارتھ ویسٹرن اور بی بی اینڈ سی آئی ریلوں پر اجمیر تک اور براستہ دہلی واپسی سفر کے لئے جاری کئے جائیں گے۔ یہ ٹکٹ ۲۲ اگست سے ۲ ستمبر ۱۹۳۸ء تک جاری کئے جائیں گے۔ اور واپسی سفر کے لئے ۹ ستمبر ۱۹۳۸ء تک کارآمد ہوسکیں گے۔

پشاور چھاؤنی۔ پشاور شہر۔ نوشہرہ۔ مردان۔ جویلیاں

کوہاٹ چھاؤنی کیمبل پور۔ راولپنڈی جہلم۔ لاہور۔ امرتسر

جالندھر شہر۔ لدھیانہ۔ ملتان شہر۔ بہاولپور۔

مزید تفصیلات سٹیشن ماسٹروں سے دریافت کی جاسکتی ہیں۔

چیف کمرشل منیجر نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور

(دوائی اٹھرا)

محافظ جنین حب اٹھرا رجسٹرڈ

اسقاط حمل کا مجرب علاج حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے شاگرد کی دوکان سے

جن کے حمل گرجاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ یا پیدا ہوکر فوت ہوجاتے ہیں۔ اکثر ان بیماریوں کا شکار رہتے ہیں۔ یعنی سبز پیلے دست قے ہچکی درد پسلی یا نمونیہ ام الصبیان پرچھاواں یا سوکھا بدن پر پھوڑے پھنسی چھالے۔ خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ خوبصورت معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دیدینا۔ بعض کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہونا۔ لڑکیوں کا زندہ رہنا۔ لڑکے فوت ہوجانا۔ اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی مرض نے کروڑوں خاندان بے چراغ و تباہ کردیئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنی قیمتی جائدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد حضرت قبلہ مولوی نورالدین صاحب طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دواخانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے قیمت فی تولہ چھ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر گیارہ روپے علاوہ محصولڈاک

المشتہر

حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ اینڈ سنز دواخانہ نور الصحت قادیان

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی